ذاتی وعطائی کا فرق

مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر
نوری مشن مالیگاؤں (انڈیا)

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفی رضا خان قادری برکاتی و حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ والرضوان
زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

ذاتی و عطائی کا فرق

از: شمس المصنفین، فقیہ العصر، محدثِ عظیم، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر: نوری مشن مالیگاؤں
ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

حرفِ چند

عقائد کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ایمان کی سلامتی کے لیے جس طرح عقیدۂ توحید کی درستی ضروری ہے اسی طرح عقیدۂ رسالت کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق عقائد کے ساتھ ساتھ بارگاہِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق وآداب کا جاننا اور ماننا ہر مسلمان کی مذہبی اور ایمانی ذمہ داری ہے؛ جس سے غفلت برتنے پر گمراہی اور بدمذہبی کا قوی اندیشہ ہے۔ دورِ حاضر میں اسلام مخالف خارجی اور داخلی سازشیں اور تحریکیں اسلامی عقائد کی بیخ کنی کے لیے ہر طرح کے مرعوب کن ومتاثر کن مکھوٹے پہنے مسلم آبادیوں میں اپنے کاز کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ ایسے پرفتن ماحول میں ایمان کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ بنیادی اسلامی عقائد کو عام فہم اور مدلل ومبرہن انداز میں پیش کیا جائے۔ تاکہ مزعومہ ''توحیدِ خالص'' (جو اصل میں ''ابلیسی توحید'' ہے) کے نام پر اہانتِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناپاک اور ایمان سوز تحریکوں کے مکروفریب سے عوام مسلمین کے دین وایمان اور عقائد ونظریات کی حفاظت ہو سکے۔ پیش نظر رسالہ کی اشاعت اسی غرض سے کی جارہی ہے۔

حضرت مفتی محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ ''ایک ذات انیک خدمات'' کا نام ہے۔ آپ کی خدمات کا دائرہ درس وتدریس، تبلیغ وارشاد، ردومناظرہ، خطابت و قیادت سے لے کر تصنیف وتالیف تک وسیع ہے۔ آپ کے رشحاتِ قلم سے سیکڑوں موضوعات پر تقریباً چار ہزار کتابیں وجود پذیر ہوئیں جن میں ڈھائی ہزار کے قریب شائع ہوچکی ہیں۔ تفسیرِ قرآن ''روح البیان'' کا ترجمہ آپ کا شاہ کار ہے۔ رسالہ ''ذاتی وعطائی کا فرق'' عقائد کے باب میں ایک عام فہم، مدلل اور توضیحاتی اوصاف کا حامل منفرد مقالہ ہے۔ جس میں عقائد اہلِ سُنّت کو قرآنی دلائل کی روشنی میں اصولی مباحث سے ثابت کیا گیا ہے۔ جو اہلِ انصاف کے لیے یقیناً ذریعۂ ہدایت ثابت ہوگا۔ ہندستان میں پہلی مرتبہ اشاعت کی سعادت 'نوری مشن' مالیگاؤں کو حاصل ہورہی ہے۔

تہدیہ و تشکر: رسالہ کی اشاعت کے لیے www.faizahmedowaisi.com کے ذمہ داران بالخصوص محمد نعمان احمد اویسی نے علمی تعاون کیا ہے۔ یقیناً ان کے علمی تعاون کے بغیر صحت کے ساتھ رسالہ کی اشاعت ناممکن تھی۔ اسی طرح شہزادۂ فیضِ ملت حضرت مفتی فیاض احمد اُویسی مدظلہ العالی کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس رسالہ کی اشاعت کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اشاعتی کاموں پر مسرت کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

وسیم احمد رضوی

نوری مشن مالیگاؤں Cell:09923324281

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم

ذاتی و عطائی کا فرق

اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں۔ نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی۔ ہاں! وہ صفات و افعال جو اللہ تعالیٰ نے انبیا و اولیا کو عطا فرمائے ہیں انہیں نہ ماننا یا انہیں شرک کے کھاتے میں ڈالنا گمراہی اور بے دینی ہے۔

فقیر اس رسالہ میں چند نمونے عرض کرتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وہ افعال وصفات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بتائے ہیں وہی افعال وصفات اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ افعال وصفات اللہ تعالیٰ کے ذاتی ہیں اور جو بندوں کو عطا فرمائے ہیں وہ اس کی عطا ہے، اس میں نہ کوئی اشکال ہے اور نہ اعتراض، لیکن جب کوئی ضد پہ تُل جائے تو اس کے سامنے ہر شئے اُلٹی نظر آتی ہے۔

مثلاً ابلیس ضد پر آ گیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی عزت وعظمت اسے توحید کے خلاف نظر آئی۔ طوقِ لعنت گلے میں ڈالنا منظور کیا لیکن ضد نہ چھوڑی، کچھ یہی حال دورِ حاضرہ کے ''توحیدیوں'' کا ہے۔

صفات ذاتی و عطائی کی مثالیں:

قرآن مجید میں اکثر صفاتِ حسنہ صفاتِ الٰہی جو رب کریم کے لیے بطورِ حقیقت صفت ہیں اللہ عزوجل کے دوستوں کے لیے ان کی عطا بطورِ صورت صفت ہے اس لیے ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے لیے تسلیم کرنے میں کوئی شرک فی الصفات نہیں ہے۔

آیاتِ قرآنی:

(۱) اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: ''بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان رحم والا ہے۔''

(۲) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔''

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کریمہ رؤف اور رحیم بتائی گئی ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے رؤف اور رحیم بتایا گیا ہے۔ بس ربِ کریم کے لیے یہ صفاتِ عالیہ حقیقی ذاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بطور صورت صفت عطائی ہیں یعنی حقیقتاً اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے رؤف اور رحیم ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل مومنوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے ملتا ہے اور یہ شانِ رسالت وخلافت ہے۔ خدا سے جو کچھ ملتا ہے وہ درِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

(۱) اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۷)

ترجمہ: ''اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔''

(۲) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا (پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۵۵)

ترجمہ: ''تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔''

نوٹ: ''ولی'' مددگار اور کارساز کو کہتے ہیں یعنی مدد کرنے والا اور کام بنانے والا۔ (القاموس وغیرہ)

پہلی آیت کریمہ میں بطورِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلفا کو بھی مسلمانوں کا مددگار و کارساز بتایا گیا ہے۔ کفار ومشرکین اولیاے کرام کو شُرکا قرار دے کر مددگار وکارساز مانتے تھے جسے کفر وشرک قرار دیا گیا۔ مگر مسلمان تکوین غوث، قطب، ابدال کو اولیاء اللہ قرار دے کر مددگار وکارساز مانتے ہیں جو مطابق قرآنِ پاک ہے اور عین اسلام ہے اور یہ بات حق بھی ہے اس لیے کہ دنیوی ودینی اُمور سب کے سب غیروں کی مدد اور سبب سے چل رہے ہیں۔ انسان پیدائش سے لے کر مرنے تک غیر کی مدد سے ہی کام چلاتا رہا تو یہ نہ شرک ہے نہ توحید کے منافی۔

فیصلہ کن ارشادِ ربانی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

فَلَوْ شَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۹)

ترسیل: نوری مشن مالیگاؤں

ترجمہ: ''تو وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا۔''

اب سوال یہ ہے کہ اس نے سب کو خود ہدایت کیوں نہ دی بلکہ ہدایت کے لیے انبیا علیہم السلام کو بھیجا اور ان کے نائبین اولیاے کرام کو اس کام پہ لگایا اور اپنے بندوں کو ان کے اتباع کی تاکید فرمائی بلکہ جو اُن سے منحرف ہوا وہ جہنم میں گیا اگر چہ وہ لاکھ بار اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا دَم بھرتا رہا۔اس میں واضح ثبوت ہے کہ ''پہلے بَن بندے کا بندہ پھر ملتی ہے سلطانی''؛یہی ذاتی وعطائی کی دلیل ہے کہ انسان کو جو ہدایت نصیب ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے ہی نصیب ہوگی کیوں کہ ہدایت ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے اور جس بندۂ خدا(نبی علیہ السلام یا ولی اللہ) یا کسی اور سے ہدایت نصیب ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نصیب ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو اس کی ہدایت کا سبب بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ ہدایت دینے والا حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر نیابتاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ فعل انبیا،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اولیاے کرام سے صادر ہوا۔یہ کافر اگر کفر پر رہتے تو جہنم میں جاتے تو ان کا کتنا نقصان تھا،مومن ہو کر جنتی بن گئے تو ان کو کتنا نفع ہوا۔یہ نقصان سے بچنا اور نفع حاصل کرنا حقیقتاً رب کریم کی طرف سے ہے اور نیابتاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اور عملاً مومن کامل کی نگاہِ شفقت سے حاصل ہوا۔

عزت اللہ کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاے کرام کے لیے:

(۱) فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعاً (پارہ ۵،سورۃ النساء،آیت ۱۳۹)

ترجمہ: ''تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے۔''

(۲) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۲۸،سورۃ المنافقون،آیت ۸)

ترجمہ: ''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔''

عزت میں عظمت،شان وشوکت اور رعب ودَب دَبہ سب شامل ہیں۔پہلی آیت کریمہ میں عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لیے بتائی گئی۔

دوسری آیت کریمہ میں عزت اللہ تعالیٰ،اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین کاملین کے لیے بتائی گئی۔تو حقیقت یہ ہے کہ رب کریم نے اپنی عظمت،شان وشوکت اور رعب ودَب دَبے کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،اولیاے کرام اور مجاہدین اسلام سے فرمایا ہے کیوں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے شرکا نہیں ہیں کہ ان کے لیے یہ باتیں ماننا شرک وبدعت ہو بلکہ یہ اولیا ہیں اس لیے ان کی عظمت،شان وشوکت اور رعب ودَب دَبہ تسلیم کرنا ہی تصدیقِ ایمان ہے اور توحید وسنت ہے۔

تزکیہ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے فرمایا:

(۱) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (پارہ ۱۸،سورۃ النور،آیت ۲۱)

ترجمہ: ''ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی فرمایا:

(۲) وَیُزَكِّیْهِمْ (پارہ ۱،سورۃ البقرۃ،آیت ۱۲۹)

ترجمہ: ''اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔''

رب تعالیٰ نے پہلی آیت کریمہ سے پاک کرنے کے فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور دوسری جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف۔اگر چہ پاک کرنے کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ خود ہے مگر بطورِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی پاک کرتے ہیں اور سلسلہ وار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کے طور پر مرشدین کاملین بھی پاک کرتے ہیں۔اسلام کی تاریخ پر انصاف کے ساتھ نظر کریں تو عادل اور منصف بادشاہ،دیانت دار اُمرا، وزرا اور منصب دار،عدل پر جان دینے والے قاضی،راہِ اسلام میں جانیں قربان کرنے والے مجاہد،حق پرست غیور اور بارعب سردار اور عوام مسلمان آپ کو کسی حق پرست نیک سرشت،تزکیہ وتصفیہ یافتہ صوفی کے مرید دکھائی دیں گے۔جنہوں نے ان کے باطن کا تزکیہ کرکے انہیں اسلام کا سچا خادم اور سپاہی بنایا، ان صوفیاے اسلام اور اولیاے کرام کے تزکیے کا اثر تھا کہ مسلمانوں کے ایمان قوی تھے اور اسلام باطن کی ہر ملاوٹ سے پاک تھا جس کی برکت سے مسلمانوں نے ہندستان پر آٹھ سو سال تک حکومت کی۔حال آں کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کفار کروڑوں کی تعداد میں تھے مگر مسلمانوں کی خداداد عظمت، شان وشوکت اور رعب ودَب دَبہ کفار پر چھایا ہوا تھا۔

غور فرمایئے! جس تزکیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص فرمایا وہ کام اس کے بندوں نے کر دکھلایا بلکہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ لاکھوں، کروڑوں بندگانِ خدا اس کام پہ لگے ہوئے ہیں جس سے اس کی مخلوق (بندے) تزکیۂ نفس سے مالا مال ہورہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ تزکیہ کی صفت ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اس کی عطا سے یہ کام اللہ تعالیٰ کے بندے سرانجام دیتے رہے اور دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیتے ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شیٔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن قرآن نے اس صفت میں رسول کو بھی ملا دیا چناں چہ فرمایا:

(۱) وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۵۹)

ترجمہ: ''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔''

(۲) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷۴)

ترجمہ: ''اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔''

(۳) وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۷)

ترجمہ: ''اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔''

فائدہ: اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی (صحیح البخاری، کتاب العلم، الباب من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، الجزء ۱، الصفحۃ ۱۲۶، الحدیث ۶۹)
یعنی مَیں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث شریف میں واضح ہے کہ جو شیٔ جس کو بھی مل رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے لیکن ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے۔ ثابت ہوا کہ ہر شیٔ کا ذاتی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی عطا سے اسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔

فائدہ: ان تینوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر بھی فرمایا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیتا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی۔ بلکہ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ مسلمان یہ کہیں اور منافقوں کو اسی لیے دھتکارا کہ ان کو اس طرح کا قول گوارا نہ ہوا۔

دوسری آیت میں تو اور واضح فرمایا کہ اللہ و رسول اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں۔

تیسری آیت میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انعام جتلایا تو اپنا بھی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور انبیا و اولیا کے لیے ماننا اس کی عطا و کرم ہے یہی عین اسلام ہے۔ اس میں شرک کا تصور گندے ذہنوں کا کام ہے۔

دیگر کام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کو اس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے۔ اسی کو ذاتی و عطائی کہا جاتا ہے۔

وفات دینا اللہ کا کام ہے یا فرشتوں کا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۴۲)

ترجمہ: ''اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔''

(۲) قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (پارہ ۲۱، سورۃ السجدۃ، آیت ۱۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔''

اور فرمایا: (۳) حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۳۷)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔''

فائدہ: پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جان قبض کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ دوسری، تیسری آیت کریمہ میں موت کے فرشتہ کی طرف۔ یعنی حقیقتاً جان قبض کرنے والا اللہ ہے اور حکم الٰہی سے فرشتہ۔ تو فرشتے کا تصرف و اختیار اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اور مخالفت میں نہیں ہے بلکہ ماتحت ہے۔ یہ جھوٹا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تصرف و اختیار کسی کو نہیں دیا ہے ہر شیٔ میں خود تصرف کرتا ہے وہابیوں کا جھوٹا دعویٰ ہے کیوں کہ رب تعالیٰ نے فرشتے کو بھی تصرف کا اختیار دیا ہے

جس کی وجہ سے وہ جان قبض کرتا ہے۔ ہاں جو خدا کے سوا کسی کو نہ مانتا ہو انبیا علیہم السلام اور فرشتوں کا بھی منکر ہو تو ان کے اختیار و تصرفات کا بھی منکر ہوگا۔

نجات دینا اللہ کا کام ہے یا فرشتوں کا؟

(۱) وَاِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ اِذۡ نَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ

(پارہ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۱۳۳، ۱۳۴)

ترجمہ: ''اور بے شک لوط پیغمبروں میں ہے۔ جب کہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔''

(۲) فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۸۳)

ترجمہ: ''تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت۔''

(۳) وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى قَالُوۡۤا اِنَّا مُهۡلِكُوۡۤا اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ‌ۚ اِنَّ اَهۡلَهَا كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيۡهَا لُوۡطًا‌ؕ قَالُوۡا نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِيۡهَا‌ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ (پارہ ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۳۱، ۳۲)

ترجمہ: ''اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے بے شک اس کے بسنے والے ستم گار ہیں۔ کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہے فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے۔''

فائدہ: پہلی دو آیاتِ الٰہی سے ثابت ہے کہ لوط علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے۔ تیسری آیت پاک سے ثابت ہے کہ فرشتوں نے بچایا۔ از روئے حقیقت اس میں کوئی مخالفت نہیں کیوں کہ رب کریم کا بچانا ذاتی ارادے سے ہے اور فرشتوں کا بچانا امرِ الٰہی سے ہے، پس انبیا علیہم السلام اور ملائکہ عظام کا تصرف و اختیار حکمِ الٰہی کے تحت ہے، اس کے تصرفات و اختیارات کو ماننا خدا کو ماننا ہے۔ ان کے اختیارات و تصرفات کا منکر حقیقتاً خدا کا منکر ہے، اس لیے کہ ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب و رُسل ضروری ہے۔

تصرفاتِ ملائکہ:

فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (پارہ ۳۰، سورۃ النازعات، آیت ۵)

ترجمہ: ''پھر کام کی تدبیر کریں۔''

کی تفسیر میں جملہ مفسرین متفق ہیں کہ جملہ عالم کا کارخانہ ملائکہ کے ذریعے چل رہا ہے۔ ہوائیں، برساتیں، رزق، روزی، نباتات وغیرہ تمام کام ان کے سپرد ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ذاتی اور حقیقی یہ تمام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کو اس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے۔ اسی کو ذاتی و عطائی کہا جاتا ہے۔

صفاتِ خدا، صفاتِ مصطفی و اولیا و خلق خدا بہت سی صفاتِ خداوندی اس کے بندوں بلکہ بعض مخلوق میں ہیں۔ (۱) علیم (۲) سمیع (۳) بصیر (۴) خبیر...... اللہ تعالیٰ کی مشہور صفات ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے لیے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۱)

ترجمہ: ''اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

(۲) وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۴)

ترجمہ: ''اور وہی ہے سنتا جانتا۔''

(۳) اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۷)

ترجمہ: ''بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔''

(۴) وَهُوَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۶)

ترجمہ: ''اور وہ دلوں کی جانتا ہے۔''

(۵) وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

(۶) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۳۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔''

یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور بغیر کسی اسباب کے وہ دیکھتا ہے، جانتا ہے، سنتا ہے، باخبر ہے یہ ہم سب کا عقیدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ صفات اپنی مخلوق کو عطا فرمائی ہیں ان کے لیے یہ عطائی صفات ہیں۔

عطائی مثالیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(۱) وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (پارہ ۲۶، سورۃ الذّٰریٰت، آیت ۲۸)

ترجمہ: ''اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔''

اس آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کو ''علیم'' کہا گیا ہے۔ دوسری آیت میں:

(۲) فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (پارہ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۱۰۱)

ترجمہ: ''تو ہم نے اسے خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی۔''

خوش خبری سنائی یہاں غلام سے اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے ''حلیم'' کی صفت سے نوازا۔ حال آں کہ حلیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو وہی بات ہوئی کہ حلیم اللہ کا ذاتی ہے اور اسماعیل علیہ السلام کی عطائی۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے لیے قرآن مجید میں ہے:

(۳) اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۵۵)

ترجمہ: ''بے شک مَیں حفاظت والا علم والا ہوں۔''

اس آیت میں دو صفتیں اللہ تعالیٰ کی یوسف علیہ السلام کے لیے بیان ہوئی ہیں حال آں کہ یہ دونوں صفتیں اللہ کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرمایا:

(۴) اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۵۹)

ترجمہ: ''وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔''

اس آیت میں ''خبیر'' حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہا گیا ہے حال آں کہ خبیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو ماننا پڑے گا کہ خبیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عطائی۔

ہر انسان سمیع و بصیر ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر انسان کو صفت ''سمیع و بصیر'' سے موصوف فرمایا چناں چہ فرمایا:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پارہ ۲۹، سورۃ الدہر، آیت ۲)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔''

اس آیت میں ''سمیع و بصیر'' ہر انسان کو کہا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت اور انسان کی عطائی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

ترجمہ: ''وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا ذکر ہے:

(۱) اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) علیم

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**مدارج النبوۃ**'' کے مقدمہ میں یہ جملہ صفات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت فرمائی ہیں۔ وہ بھی اسی قاعدہ پر کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں لیکن یہی صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''اول'' ہیں اس بنا پر کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق موجودات میں سب سے اولیٰ ہے اور ''آخر'' ہیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور ''ظاہر'' اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار نے سب کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے اور ''باطن'' اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب و بعید کے لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال و کمال میں دنگ ہو کر رہ گئے ہیں اور:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

ترجمہ: ''اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔''

اس لیے کہ وفوق کل ذی علم علیم کی صفات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میں موجود ہیں۔
مزید برآں: یہی حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقدمہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے تمام اسماء وصفات سے متخلق ومتصف ہیں۔
امام جیلی قدس سرہٗ کی تحقیق: آپ نے ''**الکھف و الرقیم**'' میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت اور ہر اسم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔اس پر بہت بڑی قوی اور مضبوط دلائل قائم فرمائے ہیں۔
امام شعرانی قدس سرہٗ: آپ نے ''**الیواقیت و الجواھر**'' میں ''**باب المعراج**'' میں فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ معراج جس اسم اور صفتِ باری تعالیٰ سے گزرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی صفت سے موصوف فرمایا اور اسی اسم کا مظہر بنایا۔
اس تمام بحث کا نتیجہ یہی ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عطائی۔

''مولیٰ'' اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت: قرآن مجید میں ہے:
(۱) بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ (پارہ ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۱۵۰)
ترجمہ: ''بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔''
(۲) ثُمَّ رُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ (پارہ ۷،سورۃ الانعام،آیت ۶۲)
ترجمہ: ''پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف۔''
(۳) اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (پارہ ۹،سورۃ الانفال،آیت ۴۰)
ترجمہ: ''اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔''
(۴) ھُوَ مَوْلٰنَا (پارہ ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۵۱)
ترجمہ: ''وہ ہمارا مولیٰ ہے۔''
(۵) ھُوَ مَوْلٰکُمْ (پارہ ۱۷،سورۃ الحج،آیت ۷۸)
ترجمہ: ''وہ تمہارا مولیٰ ہے۔''
(۶) وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ (پارہ ۲۸،سورۃ التحریم،آیت ۲)
ترجمہ: ''اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔''
(۷) اَنْتَ مَوْلٰنَا (پارہ ۳،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۸۶)
ترجمہ: ''تو ہمارا مولیٰ ہے۔''
(۸) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ (پارہ ۲۶،سورۃ محمد،آیت ۱۱)
ترجمہ: ''یہ اس لیے کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔''
فائدہ: قرآن کی ان آیات سے واضح ہے کہ ''مولیٰ'' اللہ ہے۔ مولیٰ اس وحدہٗ لاشریک کا صفاتی نام ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ایک جنگ کے موقع پر کفار سے فرمایا:
اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُم (صحیح البخاری، کتاب المغازی، الباب غزوۃ احد، الجزء ۱۲، الصفحۃ ۴۳۷، الحدیث ۳۷۴۳)
یعنی اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور (اے کافرو!) تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
وَلَا یَقُلْ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَل
(صحیح المسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا، الباب حکم اطلاق لفظۃ العبد و الامۃ و المولیٰ و السید، الجزء ۱۱، الصفحۃ ۳۲۴، الحدیث ۴۱۷۸)
یعنی کوئی غلام اپنے آقا کو ''میرا مولیٰ'' نہ کہے کیوں کہ بے شک تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے،

''مولیٰ'' اللہ تعالیٰ کی صفت ماننے کے باوجود اب حال یہ ہے کہ کوئی کسی دار العلوم میں دو چار دینی اسلامی کتابیں پڑھ لیتا ہے تو اسے ہم سب کہتے ہیں ''مولانا'' تو کیا شرک اس وقت یاد نہیں آتا؟ یاد آتا ہے تو انبیا و اولیا پر۔ جیسے یہاں ذاتی و عطائی کا تصور مد نظر ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیا و اولیا کے متعلق ذہن صاف رکھو ورنہ مارے جاؤ گے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیا کی عطائی صفت ہے۔ قرآن و احادیث و عرف عرب اور شریعتِ اسلام میں مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ پر بار ہا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ

(پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴)

ترجمہ: ''تو بے شک اللہ ان کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔''

فائدہ: قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کو بھی مولیٰ کہا اور جبریل علیہ السلام اور صالح مومنین کو بھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

(۱) اللّٰھم! من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم! وال من والاہ و عاد من عاداہ، فلقیہ عمر بعد ذٰلک فقال: ھنیئالک یا ابن ابی طالب! أصبحت و أمسیت مولیٰ کل مؤمن و مؤمنۃ (کنز العمال، الجزء ۱۳، الصفحۃ ۱۳۴)

یعنی جس کا مَیں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ! تو محبت فرما اس سے جو علی سے محبت رکھے اور دشمنی فرما اس سے جو علی سے دشمنی رکھے، پس اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے فرمایا: مبارک ہو اے ابو طالب کے بیٹے! آپ کی صبح و شام اس حالت میں ہوتی ہے کہ آپ ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے مولیٰ ہوتے ہیں۔

(۲) عن أبی أمامۃ بن سھل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کتب عمر الی ابی عبیدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال: ''اللہ و رسولہ مولہ من لا مولی لہ''

(روضۃ المحدثین، الباب ۴۱۹۷، الجزء ۳، الصفحۃ ۱۵)

یعنی ابو امامہ ابن سہل سے روایت ہے کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اللہ اور اس کا رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو،

اگر قرآن و حدیث میں لفظ ''مولیٰ'' اللہ تعالیٰ کے لیے آیا ہے تو اس کے محبوب و مقبول بندوں کے لیے بھی آیا ہے۔

مدد غیر اللہ: سب سے زیادہ یہی مسئلہ مخالفین کو زیادہ چبھتا ہے حال آں کہ بات ظاہر بلکہ اظہر من الشّمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ذاتی ہے اور اس کے بندگانِ خاص و عام کی مدد اس کی عطا ہے جو در اصل یہ بھی اس کی عطا ہے۔ فقیر یہاں چند آیات مدد گار ذاتی و عطائی پیش کر کے فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہے۔

مدد گار ذاتی: قرآن مجید میں آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۰)

ترجمہ: ''اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مدد گار۔''

(۲) وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۰)

ترجمہ: ''اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔''

(۳) وَ لَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۲۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مدد گار۔''

(۴) وَ لَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مدد گار۔''

(۵) وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۰)

ترجمہ: ''اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔''

قرآن پاک کی ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ نصیر ''اللہ'' ہے وہی مدد گار ہے کسی کی مدد و نصرت کرنا اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔

مددگارِعطائی: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱) قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ

(پارہ ۳، سورۃ آلِ عمران، آیت ۵۲)

ترجمہ: ''بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔''

(۲) وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۴۰)

ترجمہ: ''اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔''

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۷)

ترجمہ: ''اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔''

(۴) وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ۚۙ وَّ اجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ نَصِیۡرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۷۵)

ترجمہ: ''اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔''

فائدہ: یہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی دعا ہے جو مشرکینِ مکہ کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور ان مظلوموں کا جرم یہی تھا کہ اُنہوں نے توحید کو قبول کیا ہے اور شرک وکفر کو کیوں چھوڑا ہے۔

قاعدہ تفسیریہ [۱]: قطع نظر اس بحث کے وہ فعل جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کا ذاتی ہے اور جو اس کی مخلوق کی طرف وہی فعل منسوب ہے وہ اس کی عطا ہے اس کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''**اتقان**'' میں ایک قاعدہ لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات میں جہاں مدد از غیر کی نفی ہے وہاں تب بت اور بت پرست مراد ہیں یعنی بتوں سے مدد کی درخواست کیسی؟ جب کہ وہ محض پتھر اور ڈھیلے ہیں اور مدد مانگنے والے جاہل مشرک۔ ہاں! دوسری آیات میں غیروں سے مدد کی اجازت ہے اسی لیے مدد مانگنے والے مومن اور جن سے مدد کی درخواست وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندے؛ اسی لیے امام موصوف کفار ومشرکین سے مدد کی نفی لکھ کر اہلِ ایمان کو نوید سناتے ہیں:

المؤمنون فاکثرهم انصار او شفعاء

یعنی بہرحال اہل ایمان کے مددگاروں اور شفاعت کنندگان کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی شمار،

قاعدہ تفسیریہ [۲]: ایک قاعدہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''تفسیر عزیزی، حصہ اول'' میں لکھا؛ جسے مولوی محمود الحسن دیوبندی آیت اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ (سورۃ الفاتحہ، آیت ۴) (ترجمہ کنزالایمان: تجھی سے مدد چاہیں۔) کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی سے مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں! اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

ترجمہ سے حاشیۂ محمود الحسن؛ فقیر یہاں صرف نمونہ کے طور پر ایک واقعۂ قرآنی پیش کرتا ہے تاکہ یقین ہو کہ بندگانِ خدا کا تصرف درحقیقت اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے۔

ملک یمن کی حکمراں ملکۂ بلقیس جب دارالحکومت سے اپنے امراو وزرا اور خدامِ مملکت کو لیے دربارِ نبوت کی طرف روانہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَؤُا اَیُّکُمۡ یَاۡتِیۡنِیۡ بِعَرۡشِهَا قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ

(پارہ ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۳۸)

ترجمہ: ''سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔''

اس تخت کے بارے میں تفاسیر میں ہے کہ ۸۰ گز لمبائی اور چالیس (۴۰) گز چوڑائی تھی اور سامنے کا حصہ سونے کا، پچھلا حصہ چاندی اور زبرجد کا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ مطالبہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ مافوق الاسباب پر بندگانِ خدا دسترس وتصرف رکھتے ہیں: قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ ۚ وَ اِنِّیۡ عَلَیۡهِ لَقَوِیٌّ اَمِیۡنٌ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۳۹)

ترجمہ: ''ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔''

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۴۰)

ترجمہ: ''اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔''

یاد رہے کہ یہ شخص سلیمان علیہ السلام کے صاحب وخادم اور وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ فقیر یہاں مخالفین کے دو گواہ پیش کرتا ہے تا کہ اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔

غیر مقلدین کا سردار ثناء اللہ امرت سری لکھتا ہے: ''وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا جس کی وجہ سے اُس کو ایسے اُمور پر قدرت تھی وہ بولا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں۔'' (تفسیر ثنائی برحاشیہ قرآن، صفحہ ۴۵۴)

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: غیر مقلد نے مان لیا کہ جسے کتابِ الٰہی کا علم ہو وہ اتنے بڑے اُمور کی سرانجامی میں قدرت رکھتا ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء عظام بالخصوص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کو اتنی بڑی قدرتیں جنہیں ہم ان کے معجزات وکرامات میں بیان کرتے ہیں وہ قرآن مجید کے علوم کی برکت سے حاصل ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج کو واپس موڑ دیا اور غوث اعظم نے بڑھیا کا بیڑا اترایا۔

یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں اور چوں کہ ولی کی خصوصیات، صحابی کی کرامات اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔

تنبیہ: معلوم ہوا کہ اعجاز وکرامات فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے بس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کرلیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں یمن سے شام پہنچادے۔ حال آں کہ تختِ بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔ (دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی برحاشیہ ترجمہ مولوی محمود الحسن دیوبندی)

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: یہی ہم کہتے ہیں کہ قدرتِ انبیا بالخصوص حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قدرتِ اولیا درحقیقت قدرتِ خداوند قدوس ہے اسی لیے ہم مخالفین سے کہتے ہیں کہ تم کمالاتِ انبیا واولیا سے درحقیقت قدرتِ خدا کے منکر ہو رہے ہو۔

ولی: یہ لفظ سن کر مخالفین ایسے چونک جاتے ہیں جیسے ہم شیطان کا نام سن کر، کیوں کہ ان کے نزدیک تمام ولی بُت ہیں۔ (معاذ اللہ)

حال آں کہ یہ لفظ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندگانِ خدا کے لیے اس کا استعمال مجازاً ہے گویا یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے اور بزرگانِ دین کے لیے عطائی، جو ہمارا موضوع ہے بلکہ اولیاء اللہ کے علاوہ بہت سی مخلوق پر اس کا اطلاق قرآن مجید میں ہے یہاں تک کہ شیطان اور بتوں پر بھی۔ اس کی تفصیل آئے گی۔ پہلے اس کا اطلاق اللہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں...... اللہ ولی ہے کیوں کہ ''ولی'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

آیاتِ قرآنی:

(۱) اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

(پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۷)

ترجمہ: ''اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔''

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو ''ولی'' کہا اس کے علاوہ اور آیات ملاحظہ ہوں:

(۲) وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۸)

ترجمہ: ''اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔''

(۳) وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۶۸)

ترجمہ: ''اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''ولی اللہ'' ہیں اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہر نبی علیہ السلام ''ولی اللہ'' ہوتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو اپنے ساتھ ملا کر واضح کردیا کہ میں بھی ولی ہوں اور میرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ولی ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۵۵)

ترجمہ: ''تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔''

فرشتے اولیا (ولی) ہیں۔ چناں چہ قرآن مجید میں ہے:

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (پارہ ۲۴، سورۃ حٰمٓ السجدۃ، آیت ۳۱)

ترجمہ: ''ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔''

اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۷۲)

ترجمہ: ''بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔''

فائدہ: اس آیت میں تمام صحابۂ کرام کے لیے اولیا مستعمل ہو رہے ہیں اور یہ بھی عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ ہر صحابی ''ولی اللہ'' ہے۔ اگر چہ عرف عام میں یہ غیر صحابی پر بولا جاتا ہے لیکن شرعاً صحابۂ بھی اولیا ہیں۔

بت اولیا: اولیا کا اطلاق بتوں پر بھی آتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۷)

ترجمہ: ''اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں۔''

اور فرمایا: اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَآءَ (پارہ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۰۲)

ترجمہ: ''تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے۔''

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: مذکورہ بالا تمام آیات پر غور فرمائیے کہ ''ولی'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے اور غیروں کے لیے بھی یہاں تک کہ طاغوت پر یعنی شیطان اور پھر بتوں پر بھی تو یقیناً یہ بات کھل کر آجائے گی کہ ولی بمعنی مددگار، حمایتی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت اور دوسروں کے لیے مجازی یعنی عطائی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ۔

تو پھر مذہب حق اہلِ سُنّت کا قاعدہ حق ہے: انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام؛ اللہ کے بندوں کے مددگار اور حمایتی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں اور الحمدللہ! ان کی مدد اور حمایت دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے جاری و ساری ہے اور جو ان کی مدد و حمایت کے منکر ہیں وہ آج بھی ان کی مدد و حمایت سے محروم ہیں ان شاء اللہ قیامت میں بھی منکر ہی محروم ہوں گے۔ چند قرآنی آیات اس قاعدہ کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ بَعْدِہٖ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۴۴)

ترجمہ: ''اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل۔''

(۲) وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

ترجمہ: ''اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔''

(۳) وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ (پارہ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۲۰)

ترجمہ: ''اور نہ اللہ سے جُدا ان کے کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے۔''

(۴) وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۲)

ترجمہ: ''اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔''

(۵) وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۰)

ترجمہ: ''اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

(۶) وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۲)

ترجمہ: ''اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا۔''

(۷) وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (پارہ ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: ''اور وہ جنھوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔''

(۸) وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۷۴)

ترجمہ: ''اور اگر منھ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا و آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔''

(۹) وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِہٖ وَنَحْشُرُھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ عُمْیًا وَّبُکْمًا وَّصُمًّا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۷)

ترجمہ: ''اور جسے گمراہ کرے تو ان کے لیے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منھ کے بل اٹھائیں گے اندھے

اور گونگے اور بہرے۔‘‘

(۱۰) وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۷۱)

ترجمہ: ’’اور ستم گاروں کا کوئی مددگار نہیں۔‘‘

(۱۱) وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (پارہ ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۲۵)

ترجمہ: ’’اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔‘‘

(۱۲) وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۸)

ترجمہ: ’’اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار۔‘‘

(۱۳) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًاo خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۴، ۶۵)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔‘‘

(۱۴) مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ (پارہ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۱۸)

ترجمہ: ’’اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔‘‘

فائدہ: فقیر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے واضح کر چکا ہے کہ یہ قرآن مجید کا قاعدہ کلیہ ہے جہاں مدد اور شفاعت غیر اللہ کی نفی آئی ہے وہاں یہی مراد ہے کہ کفار و مشرکین کا نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی حمایتی اور نہ ان کی شفاعت ہوگی۔ الحمدللہ! اہل ایمان کے بے شمار مددگار اور حمایتی اور سفارشی ہیں۔ **(الحمدللہ علیٰ ذٰلک)**

اسی لیے ہمارا یہی نعرہ ہے:

کسی کو ناز ہوگا عبادت کا ریاضت کا ہمیں اک بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

شنیدم کہ در روز امید و بیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

(بوستان، بہ عنوان سبب تالیفِ کتاب)

یعنی مَیں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے طفیل بُرے (گنہ گاروں) کو بخشے گا۔

اللہ رؤف رحیم ہے: ’’رؤف رحیم‘‘ دونوں اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ قرآن میں ہے:

(۱) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔‘‘

(۲) وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۰)

ترجمہ: ’’اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے۔‘‘

(۳) وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۹)

ترجمہ: ’’اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا۔‘‘

(۴) رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۱۰)

ترجمہ: ’’اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔‘‘

فائدہ: ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ رب قدوس اپنے بندوں پر رافت و رحمت کرنے والا ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کی مہربانیوں کے بے شمار جلوے نظر آتے ہیں۔ مخلوق کے ہر فرد کی زندگی اور زندگی میں بے شمار نعمتیں اور آسائشیں اسی رب کریم و مہربان کی عنایت و رحمت سے ہیں۔

ذاتی: یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور اس نے اپنے بندوں کو یہ صفات عطا فرمائی ہیں ان کے لیے یہ صفات عطائی ہیں؛ بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو جملہ عالمین کے لیے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحیم بھی ہیں اور رؤف بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں:

یہ دونوں صفات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرآن مجید میں مذکور ہیں جو انکار کرے کافر ہو جائے تو اب دونوں کو ملا کر کہے اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور نبی پاک بھی رؤف ہیں اب نتیجہ نکالیے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف رحیم ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عطا سے رؤف رحیم ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔''

فائدہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے رؤف رحیم ہیں جس کا اعتراف نہ صرف انسانوں کو بلکہ حیوانات کو بھی ہے؛ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کافروں کو بھی ہے۔ یہ نظارہ تو قیامت میں دیدنی ہوگا کہ وہ کیسے بے قرار ہو کر گنہ گاروں کے لیے ننگے پاؤں، گرم دھوپ میں، تپتی اور تانبے کی زمین پر شفاعت کے لیے کمر بستہ ہوں گے۔ کیا خوب فرمایا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے: ع

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (حدائق بخشش)

میرا اللہ بھی رحیم اس کے محمد بھی رحیم دو رحیموں میں گنہگاروں کی بن آئی ہے

اللہ کریم ہے: اس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

(۱) یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ (پارہ ۳۰، سورۃ الانفطار، آیت ۶)

ترجمہ: ''اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔''

غیر اللہ بھی ''کریم'' مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۲) وَلَھُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۸)

ترجمہ: ''اور ان کے لئے عزّت کا ثواب ہے۔''

(۳) اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت ۷۷)

ترجمہ: ''بے شک یہ عزّت والا قرآن ہے۔''

(۴) لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۱۶)

ترجمہ: ''کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔''

(۵) اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (پارہ ۳۰، سورۃ التکویر، آیت ۱۹)

ترجمہ: ''بے شک یہ عزّت والے رسول کا پڑھنا ہے۔''

فائدہ: پچھلی آیت میں رسول سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ آیاتِ مذکورہ میں متعدد چیزوں کو کریم کہا گیا ہے اجر کریم، قرآن کریم، عرش کریم اور جبریل کریم۔ ہم کہتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریم بلکہ ان دونوں کو ملا کر بڑے فخر و ناز سے کہتے ہیں:

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

یعنی اے رب تو کریم ہے، تیرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کریم ہے۔ بے شمار شکر کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

اس کے باوجود اگر کوئی شرک کے فتویٰ کی بیماری میں مبتلا ہے تو.................؟

یہی فرق اللہ تعالیٰ کے اکثر اسما و صفات میں جاری رہے گا اور یہ فرق ہے بھی ضروری کہ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تو جس طرح ہمارا بیان کردہ مذکورہ بالا فرق سمجھ میں آئے گا تو مندرجہ بالا مسائل کو بھی اسی قاعدہ کے تحت لائے مثلاً علم غیب اور حاضر و ناظر اور نور کے لیے یہی کہنا ہوگا کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اولیاے کرام کو بھی، جسے شرعاً کشف والہام سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی فرق حاضر و ناظر میں ہے یہی فرق مسئلہ نور میں ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت کی مناسبت سے نوری مشن کی ایک سالہ کارکردگی

[۱] **کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کی اشاعت:** نوری مشن نے اعلیٰ حضرت کے شہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن۔ کنزالایمان۔ کا ایک ایڈیشن ۲۰۱۸ء میں شائع کیا۔ جو حسن طباعت و کتابت کا دل کش مرقع تھا۔ دوسرا ایڈیشن نشانِ اختر ممبئی کے ذریعے "الفی قرآن مع کنزالایمان و تفسیر خزائن العرفان" شائع کیا۔ جس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے؛ اس میں عمدہ تزئین، کتابت، گراں کاغذ و خوب صورت جلد و طباعت کا خصوصی اہتمام ہے۔ یوں ہی مفتی علاؤالدین رضوی (میرا روڈ) نے مشن کے توسط سے کنزالایمان کا ایک ایڈیشن شائع کیا۔ دھرہ دون سے کنزالایمان کی تقسیم ہوئی۔ متعدد شہروں میں کنزالایمان کی ترسیل کی گئی۔

[۲] **تعلیمی لیکچرز:** ۲؍اگست ۲۰۱۸ء کو ناسک کے جے ایم سی ٹی پالی ٹیکنک کالج اور نیشنل ہائی اسکول و جونیئر کالج میں اعلیٰ حضرت پر تعلیمی لیکچرز کا اہتمام ہوا۔ جہاں علامہ محمد ارشد مصباحی [بانی اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل مانچسٹر] نے عمدہ، سنجیدہ، سلجھا خطاب کیا۔ جسے اساتذہ و طلبہ نے پسند کیا۔ اعلیٰ حضرت کا تعلیمی پیغام عام ہوا۔

[۳] **طبی و فلاحی خدمات:** صد سالہ عرسِ رضاؔ و عرسِ چہلم تاج الشریعہ پر سہارا ہاسپٹل میں ایک طبی کیمپ منعقد ہوا جس میں دو سو سے زیادہ افراد نے استفادہ کیا۔ متعدد آپریشن بھی کروائے گئے۔ پورے سال متعدد مستحق مریضوں کو مالی مدد دی گئی۔ متعدد شادیوں میں مستحق بچیوں کو جزوی مالی تعاون دیا گیا۔ سالانہ روایت کے مطابق میلاد شریف پر ۲۰۰؍ مستحقین میں "میلاد راشن کِٹ" تقسیم کی گئی۔ شہر کی ایک نئی بستی کی مسجد میں "جنازہ سیٹ" (ایلومینیم) فراہم کیا گیا۔

[۴] **اشاعتی خدمات:** صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت کی نسبت سے اِن کتابوں کی اشاعت ہوئی: [۱] الوظیفۃ الکریمۃ، اعلیٰ حضرت [۲] سفینۂ بخشش، حضور تاج الشریعہ [۳] موجودہ حالات اور مسلمانانِ ہند، بحر العلوم [۴] غریبوں کے غمخوار، پروفیسر محمد مسعود احمد [۵] گلشنِ خطابت، عبیداللہ مصباحی [۶] مسلم مسائل اور خانقاہِ برکاتیہ، مشاہدؔ رضوی [۷] جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات اور امام احمد رضا، پروفیسر محمد مسعود احمد [۸] جشنِ میلاد النبی ﷺ حقائق کی روشنی میں، سید محمد رضوان شافعی [۹] تابشِ تاج الشریعہ، عبیداللہ مصباحی [۱۰] رشکِ خوبانِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم، محمد میاں مالیگ [۱۱] وداعِ تاج الشریعہ، علامہ قمر الزماں اعظمی

[۵] **ضخیم کتب کی فراہمی:** تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، اصلاح، سوانح و دیگر درجن بھر عناوین اور کثیر مجلدات پر مشتمل کتابوں کے سیٹ معمولی ہدیہ میں بُک کیے گئے۔ جو ملک و بیرون ملک کے شائقین علم نے بُک کروائے۔ جن میں فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ مفتی اعظم، جہانِ امام احمد رضا، رسائل تاج الشریعہ وغیرہم شامل ہیں۔ اس کام کو امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف کے اشتراک سے انجام دیا گیا۔ ملک کی لائبریریوں، جامعات، علما و مشائخ کی خدمت میں مطبوعات کے سیٹ بھیجے گئے۔

[۶] **نوری مشن اسٹال:** مالیگاؤں فیسٹیول میں "نوری مشن اسٹال" پر صد سالہ عرس کی نسبت سے ۲۰۰؍ سے زائد عناوین پر ہزاروں کتابیں نصف قیمت اور ۷۵% رعایت پر مہیا کی گئیں۔ کئی اضلاع سے شائقین مطالعہ نے استفادہ کیا۔ لاکھوں مالیت کی کتابیں ۸؍ روز میں عام ہوئیں۔

[۷] **بیرون ملک اشاعت:** رضا اسلامک ریسرچ سینٹر سمندری شریف پاکستان نے غلام مصطفیٰ رضوی کی ۶؍ کتابیں صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت پر شائع کیں۔ وسیم احمد رضوی کے ذریعے مزید کئی کتابیں چھپیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا مقالہ "اُجالا" جدید ترتیب کے ساتھ مشن سے شائع ہوا۔ جس کے اردو/ ہندی ایڈیشن کی اشاعت امام احمد رضا چیریٹیبل ٹرسٹ دہرہ دون سے ہوئی۔ ایک ایڈیشن رضائے مصطفیٰ اکیڈمی دھرن گاؤں سے چھپا۔ مشن کی اشاعت "نماز" کے مزید دو ایڈیشن شادی کی تقریب پر چھپے۔

[۸] **مقالات:** درجنوں اخبارات و رسائل نے مختلف علمی مقالات کی اشاعت کی۔ معارفِ رضا کراچی سمیت درجنوں رسائل میں کئی مقالے شائع ہوئے۔

[۹] **اجتماع نسواں:** ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۸ء بدھ کو خواتین کا عظیم اجتماع بعنوان "اصلاحی افکارِ رضا" منعقد کیا گیا۔ جس میں لٹریچرز کی تقسیم ہوئی۔ جب کہ اس سے ایک سال قبل صد سالہ عرسِ رضاؔ کی تقاریب کے آغاز میں بھی خواتین کی ایک بڑی محفل بسلسلۂ صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت منعقد کی گئی۔

ترسیل: نوری مشن مالیگاؤں

للہ اپنے حال پر رحم کرو

"ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔ تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے ماں باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد۔ جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے۔ فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو۔ نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا۔ جب یہ شخص انھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ اس کے جبے، عمامے پر کیا جائیں۔ کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔ کیا بہتیرے پادری بہ کثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے؟ اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی، اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے نفرت نہ آئی تو للہ تمھیں انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔

مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا؟ اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا؟ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

(تمہید ایمان، ص ۶ ۔ ۷، مطبوعہ لاہور)

Noori Mission

C/o. Madina Kitab Ghar, Old Agra Road, Malegaon-423203 (M.S.) India

Email: info@noorimission.com Web: www.noorimission.com